International Research Jounral of Islamic Culture & Communication

IRJICC

ISSN:3007-4630(P), 3006-8304(E)

عصرِ حاضر میں تعلیماتِ انبیاء کی عدم پاسداری کے معاشی محرکات

ECONOMIC MOTIVES FOR DISOBEYING THE TEACHINGS OF THE HOLY PROPHETS IN THE PRESENT AGE

1. Hafiz Rashid Mehmood
arif_muhammad123@gmail.com
Lecturer Government Boys Inter College Panjera Kotli AJK.

2. Dr. Muhammad Naseer
m.naseer7119@gmail.com
Assistant Professor , Gomal University, D.I Khan.

3. Kamran
kamrankhankpk001@gmail.com
Lecturer Pakistan Studies Department, Abbottabad University of Science and Technology, Abbottabad.

Vol. 02, Issue, 01, JAN-MARCH 2024, PP:1-12

OPEN ACCES at: www.irjicc.com

Article History	Received	Accepted	Published
	15-01-24	03-02-24	30-03-24

Abstract

The Holy Prophets were sent to guide humanity, who guided the people about livelihood and food items as well as other areas of life. Also, which things are correct to use and which are not correct? In the light of Allah Almighty's order about all these, the Prophets defined the rules and regulations of things being halal and haram and also presented their practical manifestation. Everyone must follow them. It is not specific to any time, just as it was necessary to follow these principles in ancient times, it is also necessary to follow the teachings of the prophets in the present era, even if they are related to any area of life. However, in the modern age, due to various factors, the teachings of the prophets are put aside. One of these factors is economic and

CC BY

financial resources. That is, economic factors, including profit growth, competitive pressures, consumer demand, globalization, financial incentives, inequality, lack of regulation, and cultural norms, are a source of disobedience to the teachings of the prophets. Addressing these economic drivers often requires a multifaceted approach that includes ethics education, regulatory oversight, social responsibility, and individual accountability. So below, the economic factors of not following the teachings of the prophets will be reviewed and the means of their remedy will also be briefly discussed.

***Key Words**: Halal and Haram, Holy Prophets, Economic Factors, Humanity, Globalization, Accountability.*

موضوع کا تعارف:

عصر حاضر مفادات کے تصادم کا دور ہے اس تباہ حال دور میں مفادات کی جنگ لڑی جاتی ہے اس کے حصول کے لئے کبھی کبھار خونی رشتوں کا تقدس بھی مجروح کر دیا جاتا ہے۔اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ لگ بھگ تمام مسائل کی جڑ معاشی مسائل ہیں۔دین اگرچہ ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے تمام شعبوں میں ضابطہ بن کر پہرہ دیتا ہے اور سیاسی، معاشی اور معاشرتی میادین کے علاوہ اخلاقی تربیت کا بھی ذمہ دار ہے مگر اکثر لوگ اخلاقیات وروحانیت کے برعکس صرف معاشی تفوق کے قائل ہیں۔انہیں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی تعلیمات سے کچھ علاقہ نہیں بلکہ عزت، شہرت، ذخیرہ اندوزی اور معاشی استحصال جیسے رذیل ہتھکنڈوں سے تعلق ہے اور ہوس دولت کے نشے میں دین، ایمان کی قدروں کو بے دریغ قتل کر دیتے ہیں عصر حاضر میں تعلیمات انبیاء کی عدم پاسداری کے معاشی محرکات کو درج ذیل نکاتی تناظر میں بیان کیا گیا ہے۔

احتکار:

حرص وہوس کے بندے اپنی دولت میں شبانہ روز اضافہ دیکھنا چاہتے ہیں اس کے لئے ہر جائز وناجائز حربہ استعمال کرنے سے نہیں کتراتے، معاصر دور میں ذخیرہ اندوزی کی روایت عام ہے۔احتساب بیورو نے ملک میں چینی کی قلّت پیدا ہونے پر تحقیقی رپورٹ تیار کی، جس کے مطابق اس لعنت کا شکار ذخیرہ اندوزی میں نامی گرامی قومی راہنماؤں کے نام شامل تھے۔ جنہوں نے مجموعی طور پر 325013 میٹرک ہزار ٹن چینی ذخیرہ اندوزی کر کے سارے ملک میں قلّت پیدا کر دی۔[1]

ذخیرہ اندوزی سے قیمتیں بڑھ جاتی ہیں رسد طلب کے مقابلے میں بڑھ جاتی ہے اور اس کی زد میں معاشرے کا غریب طبقہ کچل جاتا ہے۔

رحیم بخش شاہین رقمطراز ہیں:

"زمانہ حاضر میں ذخیرہ اندوزی یا احتکار ایک معمول بن چکا ہے اور اسے برائی نہیں سمجھا جاتا اور یہی وجہ ہے کہ قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں اور رسد طلب کے مقابلے میں بہت کم ہو جاتی ہے۔[2]

حضرت موسیٰ کے دور نبوت میں قارون ذخیرہ اندوزی کا مرتکب تھا، اللہ تعالیٰ اس کا ذکر مذمت کے باب میں کیا۔

"اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰي فَبَغٰى عَلَيْهِمْ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ

اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ "[3]

بیشک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا پھر اس نے ان پر زیادتی کی اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیے جن کی کنجیاں ایک زور آور جماعت پر بھاری تھیں، جب اس سے اس کی قوم (نے کہا اترا نہیں بیشک اللہ اِترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا،

"فَخَـــــرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ "[4]

تو اپنی قومی پر نکلا اپنی آرائش میں بولے وہ جو دنیا کی زندگی چاہتے ہیں کسی طرح ہم کو بھی ایسا ملتا جیسا قارون کو ملا بیشک اس کا بڑا نصیب ہے۔

تعلیمات انبیاء اکتناز کو ناپسند کرتی ہیں اس کے مرتکب کو جزام اور مفلسی کا خوف دلاتی ہیں، حضور اکرم ﷺ نے اس کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من احتکر علی المسلمین طعامھم ضربہ اللہ بالجذام و الافلاس" [5]

"حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے جو مسلمانوں کی غذاؤں پر ذخیرہ اندوزی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جزام اور غربت میں مبتلا فرمادے گا۔

مذکورہ بالا بحثوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اسلام اور ذخیرہ اندوزی کا آپس میں کچھ علاقہ نہیں ہے۔ذخیرہ اندوزی حرص اور خواہش نفس سے جنم لیتی ہے ذخیرہ اندوزوں کے سامنے دو راستے ہوتے ہیں اول یہ کہ ان سارے جنجالوں سے جان چھڑا کر مکمل دین کی پیروی اختیار کریں جس میں بزعم خود انہیں سراسر نقصان ہے اور دوم یہ کہ اپنی خواہش کے اسیر بن کر تعلیمات انبیاء کا ابطال کردیں۔سو مادیت زدہ دور میں عموماً لوگ مئوخر الذکر کو کثرت سے اختیار کرتے ہیں۔

المختصر یہ کہ عصر حاضر میں لوگ تعلیمات انبیاء پر عمل کریں تو احتکار چھوڑنا پڑے گا اس لئے تعلیمات انبیاء کی عدم پاسداری کرتے ہیں۔

غربت کا خدشہ:

مذہب سے دوری کا ایک بڑا سبب غربت کی شرح میں اضافہ ہونا ہے، مملکت خداداد پاکستان میں ملک کی ایک تہائی آبادی خط غربت سے بھی نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہے، شائستہ خلیل غربت سے متعلق اپنی رپورٹ میں لکھتی ہیں:

"صوبائی لحاظ سے غربت کی شرح صوبہ بلوچستان میں سب سے زیادہ 52 فیصد ہے صوبہ سندھ میں 33 فیصد خیبر پختونخواہ میں 32 فیصد اور پنجاب میں سب سے کم 19 فیصد ہے۔غربت کی اس بڑھتی ہوئی شرح کا انداز اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ 18 کروڑ آبادی والے ملک کی 33 فیصد آبادی ایسی ہے جس کے ایک کروڑ 87 لاکھ افراد خط غربت سے بھی نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔[6]

ویکی پیڈیا کے مطابق:

5جون 2011تک تقریباًآدھی دنیا یعنی تین ارب سے زیادہ لوگ روزانہ ڈھائی امریکی ڈالر سے کم آمدنی پر گزارہ کرتے ہیں۔56 کروڑ 70 لاکھ لوگوں پر مشتمل 41 مقروض ممالک کی مجموعی جی ڈی پی (Gross domestic product) دنیا کے 7 امیر ترین لوگوں کی مجموعی دولت سے کم ہے۔ تقریباًایک ارب لوگ اکیسویں صدی میں اس طرح داخل ہوئے کہ وہ نہ تو کوئی کتاب پڑھ سکتے ہیں اور نہ دستخط کر سکتے ہیں۔دنیا کے دو ارب بچوں میں سے ایک ارب بچے غربت کی زندگی گزار رہے ہیں۔64 کروڑ بچوں کے پاس سر چھپانے کو جگہ نہیں ہے۔40 کروڑ کو پینے کا صاف پانی نہیں ملتا۔27 کروڑ کو طبّی سہولیات میسر نہیں ہیں۔2003 میں روزانہ لگ بھگ 29000 بچے مر گئے جنکی عمر پانچ سال سے کم تھی۔[7]

اسی غربت سے تنگ آکر لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں، گردہ فروشی کا کام کرتے ہیں اور بچوں کے سروں پر برائے فروخت کا کتبہ آویزاں کر دیتے ہیں، بعض غیر مسلم مسلمانوں کی اس غربت کا فائدہ اُٹھا کر انہیں دولت مندی کے جھانسے میں پھنسا لیتے ہیں،آزاد کشمیر کے تناظر میں قادیانیت کے فروغ کی بڑی وجہ پسماندہ علاقوں کی غریب حالی ہے جس سے فائدہ اُٹھا کر ختم نبوت کے منکرین اپنے دام جال میں پھنسا لیتے ہیں اس غربت کی ہولناکی اتنی شدید ہے کہ ادمی کو کفر کے قریب کر دیتی ہے۔

سابقہ انبیائے کرام کی تکذیب کا محرک غربت کا خدشہ تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں کا بھی اتباع نہ کرنے کا محرک یہی غریب حالی تھی۔

سابقہ انبیاء کرام کی تہذیب کا محرک غربت کا خدشہ بھی تھا۔حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے بھی اتباع نہ کرنے کا محرک ان کے پیروکاروں کی یہی غربت بتایا تھا:

"قَالُـوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ"[8]

بولے کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں حالانکہ تمہارے پیروکار گھٹیا لوگ ہیں۔

اسی طرح دوسری جگہ ذرا تفصیل سے بیان کیا:

" وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُـنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰي لَـكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ"[9]

ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے سرسری نظر سے اور ہم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے بلکہ ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عن انس قال قال رسول الله ﷺ کادالفقر ان یکون کفرا و کاد الحسد ان یغلب القدر"[10]

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ فقر و افلاس قریب ہے کہ کفر کی حدتک پہنچا دے اور حسد قریب ہے کہ تقدیر غالب آجائے۔لوگ غربت ختم کرنے کے لئے مذہب کی قربانی دے دیتے ہیں سو آج کے دور میں تعلیمات انبیاء کی عدم پاسداری کا محرک غربت نہیں ہے۔

لوگ غربت ختم کرنے کے لیے مذہب کی قربانی دے دیتے ہیں۔مثال کے طور پر فرعون اپنی تعیشانہ زندگی پر اتراتا پھرتا اور حضرت موسیٰ کی غربت کا خاکہ اُڑاتا تھا تاکہ لوگ ان سے غربت کے خدشے کی وجہ سے دور ہو جائیں۔سو آج کے دور میں بھی

انبیائے کرام کی تعلیمات کی عدم پاسداری کا محرک یہی غربت ہے۔

فضول خرچی کا خاتمہ:

تعلیمات انبیاء سے دوری اختیار کرنے والے فضول خرچی اور عیش و عشرت کی زندگی گزارتے ہیں جبکہ اسلام ہر طرح کے اسراف کے خلاف ہے، وہ مال و دولت کو امانت قرار دیتا ہے۔امراء کے مالوں میں غریبوں کا حصہ رکھتا ہے تاکہ معاشرے کا توازن برقرار رہے۔برابری کی سطح پر معاملہ کرنے کی تلقین کرتا ہے جبکہ اسراف سے وسائل دولت کا ضیاع بڑھتا ہے۔معاشرہ میں عیاشانہ رسوم پنپ جاتی ہیں اور ملکی سرمایہ انہی مخصوص لوگوں پر خرچ ہونے لگتا ہے اور عوام کی ضروریات پوری کرنے کے لئے قلّت پیدا ہو جاتی ہے جسکی وجہ سے طاقت کا دھارا ایک طرف بہتا دیکھ کر محروم لوگ چوری، ڈاکے ، غبن، اغواء قتل اور بم دھماکے کر کے دولتمند بننے کی مذموم کوشش کرتے ہیں، پھر بے جا رسوم پر فضول خرچی عروج پر ہوتی ہے۔سید مودودی ان رسوم کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"بچہ پیدا بھی نہیں ہوتا کہ مسرفانہ مراسم شروع ہو جاتے ہیں اور جب تک وہ بوڑھا ہو کر دنیا سے رحلت نہیں کر جاتا اس وقت تک بلکہ اس کے بعد بھی ان مراسم کی انتہاء ہونے کو نہیں آتی [11]

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اسراف کی مذمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًااِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا" [12]

اور فضول نہ اڑا، بیشک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں (ف۲۹) اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

حضرت شعیب کی قوم کو یہی عارضہ اسراف لاحق تھا جس کی وجہ سے انہوں نے مالی معاملات میں تصرف پر اعتراض کیا۔

"اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰۗؤُا" [13]

یا اپنے مال میں جو چاہیں نہ کریں۔

انبیائے کرام کے دور حیات میں نافرمان اور مکذبین دولت اللوں تللوں میں اُڑاتے تھے ، نمرود کے شاہانہ اخراجات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے زندہ باہر نکل آنے پر متاثر ہو کر خدا تعالیٰ نے نام پر 4000 گائیں قربانی کی۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"رسول اللہ ﷺ برتن اور انگلیاں چاٹنے کا حکم دیتے"۔[14]

ایک ایسے معاشرے میں جہاں متوسط اور سفید پوش طبقہ مہنگائی اور تنگ دستی کے ہاتھوں مجبور ہو وہاں امیروں کے لئے بیش قیمت کاریں، ٹھاٹھ باٹھ، اور عظیم الشان اونچے محل ہوں تو اس معاشرے میں غرباء دین کو نہیں دیکھتے بلکہ اپنی غربت کے خاتمے کے لئے ہر جائز و ناجائز جتن کر گزرتے ہیں۔وہ حصول دولت کے ہر دھندے کو اپنے لئے جائز سمجھنے لگتے ہیں، رہے امراء تو وہ دین سے گریز پائی کی راہ اس لئے اختیار کرتے ہیں کہ اس طرح اُن سے شاہانہ کروفر عیش و نشاط اور رقص و موسیقی کی فضول رسمیں چھوٹ جائیں گی، جبکہ ان عیش پرستیوں کے ساتھ ان کا چولی دامن کا ساتھ ہے اس لئے دونوں طبقات تعلیمات انبیاء کی

عدم پاسداری کرتے ہیں۔

سمگلنگ پر پابندی:

سمگلنگ میں غیر قانونی راستے اپنا کر ایک ملک سے سامان دوسرے ملک میں لایا جاتا ہے اور اتنی زیادہ مقدار میں ہوتا ہے کہ اس کی قیمت فروخت گرجاتی ہے یہ مال ملکی اشیاء کے مقابلے میں انتہائی ارزاں ہوتا ہے اور لوگ مہنگائی بے روزگاری اور غربت کی بناء پر سستی اشیاء خریدتے ہین جس کی وجہ سے ملکی معیشت تباہ ہونے لگتی ہے۔ موجودہ دور میں سمگلنگ کی کئی اقسام رائج ہیں جن میں اشیائے خورد و نوش کی سمگلنگ ،انسانی سمگلنگ، منشیات کی سمگلنگ، بچوں کی سمگلنگ اور انسانی جسم کے اعضاء کی سمگلنگ قابل ذکر ہیں۔ دنیا میں سالانہ ایک کروڑ لڑکیوں کی سمگلنگ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ"[15]

اے ایمان والو! اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے:

"فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا"

تو اللہ کی دی ہوئی روزی حلال پاکیزہ کھاؤ۔

سمگلر اپنے لئے کوئی حد روا نہیں رکھتے جبکہ اسلام جائز ذرائع دولت کی اجازت دیتا ہے اور ہر اس ذریعہ پر پابندی عائد کرتا ہے جو دوسروں کے نقصانات کا باعث ہو، اگر یہ لوگ دین کو اپنائیں تو انہیں سمگلنگ چھوڑنا پڑتی ہے جس میں ممکن ہے حلال روزی کما کر معاشرتی رسوم سے ہمسری نہ کر سکیں، اس لئے حرص دولت سے سرشار تعلیمات انبیاء کی عدم پاسداری کرنے لگتے ہیں۔

رشوت:

دور حاضر میں تعلیمات سے دوری اختیار کرنے ایک سبب رشوت ہے۔ موجودہ زمانے میں رشوت کی کئی اقسام ہیں جن میں منصب کے حصول کے لئے رشوت، عدالتی فیصلہ اپنے حق میں کرانے کے لئے رشوت اور اپنا کام جلدی نکلوانے کے لیئے رشوت دینا قابل ذکر ہیں۔ رشوت ستانی ایسا مہلک مرض ہے جس نے معاشرے کو مجموعی طور پر اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے ۔ حضور اکرم ﷺ نے رشوت لینے اور دینے والے کو سزا کا حق دار ٹھہرایا ہے کیونکہ اس برے کام میں دونوں برابر کے شریک ہیں۔ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لعن اللہ الراشی والمرتشی"[16]

اللہ کی لعنت ہے رشوت دینے والے اور لینے والے پر۔

ارشاد ربانی ہے:

"وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ"[17]

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لئے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز

طور پر کھاؤ جان بوجھ کر۔

چونکہ رشوت کے ذریعے متعین تنخواہ پر اضافہ طلب کیا جاتا ہے۔ جس سے عیش و عشرت کی زندگی گزاری جاتی ہے اس لئے اسلامی تعلیمات سراسر اس کے خلاف ہیں۔اب رشوت خور کے سامنے دو راستے ہیں یا تو اسلام کے مطابق زندگی گزارے جس میں بمشکل گھریلو اخراجات پورے ہونگے یا رشوت ستانی کو اختیار کر کے اپنے مال، دولت اور جینے کے معیار کو اونچا کرے۔ چونکہ دین پر عمل کرنے کا صلہ اخروی نعمتیں ہیں جو پس مرگ ہیں اس لیئے قریب کی دولت کو چھوڑنا گوارہ نہیں کرتے اور تکذیب دین کے مرتکب ہوتے ہیں۔

سود کا خاتمہ:

تعلیمات انبیاء سے گریز پائی کی ایک وجہ سود کے خاتمے کا خوف ہے قرض میں دیئے ہوئے مال پر جو زائد رقم مدت کے مقابلے میں شرط اور تعین کے ساتھ لی جائے وہ سود ہے اس کیوجہ سے لوگوں میں روپیہ جمع کر کے صرف ذاتی مفاد کی ترقی پر لگانے کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔ سود معاشرے میں دولت کی آزادانہ گردش کو روک دیتا ہے اور دولت کے دھارے کو امیروں کی طرف موڑ دیتا ہے۔اور یوں دولت سمٹ کر ایک مخصوص طبقے کے ہاتھوں میں چلی جاتی ہے سود کی تاریخ بہت پرانی ہے قدیم زمانے میں بھی زمیندار فصل کاٹنے کے وقت سود پر قرض لیا کرتے تھے، آزاد دائرہ معارف اسلامیہ میں ہے:

"مابل کے آثار قدیمہ میں جو شتی میں مٹی کی تختیاں ملی ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ زمیندار اپنی فصل کاٹنے سے پہلے اپنی زرعی ضروریات کے لئے مندروں سے قرض لیا کرتے تھے اور فصل کاٹنے کے بعد اصل مع سود ادا کیا کرتے تھے یہ ساہوکاری نظام دو ہزار سال قبل مسیح پایا جاتا تھا چھٹی صدی قبل مسیح کے لگ بھگ بابل میں پرائیویٹ بینک کام کرتے رہے تھے۔[18] سود اسلام میں بہر صورت حرام ہے خواہ قرض کسی پیداواری کام میں لگانے کے لئے حاصل کیا گیا ہو، یا ذاتی ضرورت کے لئے، قرض لینے والا امیر ہو یا غریب ہو سب صورتوں میں حرام ہے۔[19]

اللہ تعالیٰ نے اس کی حرمت کی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

" يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"[20]

اے ایمان والوں سود دونا دون نہ کھاؤ اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمھیں فلاح ملے۔

سود کھانے کے لئے مختلف حیلے بہانوں کو تراشنے والوں کی سخت سزاؤں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ"[21]

وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر، جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو اس لئے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کی مانند ہے، اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود، تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا، اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ

دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دے کر تجارت کو حلال کیا ہے، چونکہ سود میں طے شدہ شرح کے مطابق یقینی منافع ہوتا ہے جبکہ تجارت میں منافع کے ساتھ نقصان کا احتمال بھی موجود ہوتا ہے چاہے کوئی شخص اپنے ذاتی سرمائے سے تجارت کرے یا مضاربت سے و مشارکت کی صورت میں، مضاربت میں فریقین کو ایک دوسرے سے باہمی ہمدردی ہوتی ہے وہ مل جل کر کاروبار چلاتے ہیں کیونکہ اُن کا مفاد مشترکہ ہوتا ہے جبکہ سود میں، سود خور صرف اپنے ذاتی مفادات سے غرض ہوتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے کبیرہ گناہوں میں سود کو بھی شامل فرمایا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الکبائر الاشراک باللہ ، عقوق الوالدین و قتل النفس و اکل الربا"[22]

کبیرہ گناہوں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کسی جان کا ناحق قتل اور سود کھانا ہے۔

مذکورہ بالا قرآنی آیات و احادیث سے یہ بات اظہر من الشّمس ہو چکی ہے کہ اسلام اور سود کا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ جبکہ عصر حاضر میں تمام بینکوں کا نظام مبنی بر سود ہے ہر شخص کو سود سے واسطہ پڑتا ہے اس سے کنارہ کشی کرنے والے کو جاہل قدامت پسند اور گمراہ ہونے کے طعنے دیئے جاتے ہیں۔ موجودہ دور میں لوگ سود کو چھوڑنے کے بر عکس دین کی تکذیب کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں انہیں دین سے زیادہ سودی معاملات عزیز ہیں، اس تعلیمات انبیاء کی عدم پاسداری کے مرتکب ہوتے ہیں۔

بدعنوانی کی ممانعت:

مسلم معاشروں میں تکذیب دین کا ایک محرک کرپشن بھی ہے[23]

پاکستان میں روزنہ کتنے ارب کرپشن ہو رہی ہے اس حوالہ سے روزنامہ تہلکہ کا انکشافی بیان لائق التفات ہے۔

"ملک کا سب سے بڑا مسئلہ کرپشن اور لوٹ مار ہے جس کے خلاف تمام جماعتوں کو متحد ہو کر لڑنا ہوگا۔ مزید آج بھی پاکستان میں روزانہ 12 ارب سے زائد کی کرپشن ہو رہی ہے[24]

اسلام میں کسی فرد کا حق مارنے کا کوئی جواز نہیں ہے بلکہ عدل و احسان کے رویوں کی حوصلہ افزائی فرمائی گئی ہے، اللہ تعالیٰ نے اسلامی نظام زندگی میں مندرجہ ذیل باتوں کا حکم دیا ہے:

"واحسنو ان اللہ یحب المحسنین"[25]

زندگی کے ہر شعبے میں احسان کرو۔

"وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی"[26]

ہر شخص اپنی محنت کے حاصل کا بلا شرکت غیرے مالک ہے۔

کرپشن کا آغاز سب سے پہلے کسی مجبوری کی وجہ سے ہوتا ہے مگر مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ یہ عادت رسوخ کرتی جا رہی ہے موجودہ زمانے میں جب آدمی بنیادی انسانی حقوق سے محروم اور اپنے حاصل محنت سے دور کر دیا جاتا ہے تو وہ کسی اشد ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کر کے اپنی احتیاج کی تسکین کا سامان کرتا ہے۔

انسان دراصل فوری ضرورت کی تکمیل کے لئے آسان ترین راستے کا انتخاب کرتا ہے وہ ان کٹھن مراحل اور مذہب کے روکھے پھیکے تقدس کو پامال کر کے اپنے بیوی بچوں کو ترجیح دیتا ہے اور مذہب کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔

قمار بازی:

دو شخص آپس میں اس شرط پر کھیلیں کہ اگر پہلا جیت گیا تو دوسرا ایک مخصوص رقم پہلے کو دے گا اور اگر ہار گیا تو اس کے برعکس، اسلام جوا سے سختی سے منع کرتا ہے۔قرآن مجید اس قبیح فعل کو "اثم کبیر" سے تعبیر کرتا ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

"يَسْـئَـلُوْنَكَ عَنِ الْخَـمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْـمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا"[27]

تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں، تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔

عبد القیوم ندوی رقمطراز ہیں:

"ہر وہ معاملہ جس میں کسی ایک فریق کا نفع دوسرے کے سراسر نقصان کا باعث ہو وہ جوا ہے اور جوا اپنی تمام اقسام سٹہ، لاٹری، وغیرہ کے حرام ہے "[28]

قمار بازی میں جواریوں کے لئیے اس لیے کشش ہے کہ اس میں خاطر وخواہ محنت نہیں کرنا پڑتی وہ بناء محنت کے ہی خطیر رقم کے مالک بن جاتے ہیں۔مگر معاملہ اس کے برعکس بھی ہو جاتا ہے اور ہارنے کی صورت میں کبھی کبھار گھر بار تک گروی رکھ دیتے ہیں۔

اسلام جہد مسلسل کو ترجیح دیتا ہے اور محنت کی کمائی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔جبکہ جواری مختصر راستے کو اختیار کر کے دن دیہاڑے امیر بننے کی سعی مذموم کرتا ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اُن کے زعم فاسد کے مطابق دین امیر بننے کا سفر طویل راستے کے ذریعے سکھاتا ہے جو ان کی طبیعت سے مطابقت نہیں رکھتا۔اور جوا کھیل کر مختصر راستے کے ذریعے امیر ابننے کی پوری کوشش کرتا ہے۔

المختصر یہ کہ اگر جواری تعلیمات انبیاء پر عمل کرنا شروع کردیں تو ان کے بقول انہیں نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔اس لیے تعلیمات انبیاء کی عدم پاسداری کے مرتکب ہوئے ہیں۔

خلاصہ بحث:

* عدم پاسداری کے محرکات میں سے اکتناز کا خاتمہ اور غربت کا خوف ہے۔
* سود اور حرام خوری کے خاتمے کا خوف بھی انبیائے کرام کی تعلیمات سے دوری کا باعث ہے۔
* سمگلنگ، چور بازاری، جوا اور سٹہ بازی بھی ایسے محرکات ہیں جو تعلیمات انبیاء کی عدم پاسداری کے محرکات ہیں۔
* بدعنوانی بھی انہی محرکات میں شامل ہے۔
* زیادہ سے زیادہ منافع، لاگت میں کمی اور باہمی مقابلہ کی فضا میں زیادہ فوائد کے حصول کے پیش نظر مذہبی تعلیمات [انبیاء کی تعلیمات] کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔
* حرام مال کے حصول کی وجہ سے اخلاقی اقدار کا بھی خاتمہ ہوتا ہے، جس کی وجہ سے ہر ایک شخص اپنے فائدہ اور منافع میں ایسے تمام امور بجالاتا، جو تعلیمات انبیاء کی عدم پاسداری کا ذریعہ بنتے ہیں۔

* انبیاء کی تعلیمات پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے معاشی اعتبار سے استحصال، عدم مساوات اور ناانصافی عام ہو جاتی ہے، نیز سماجی فلاح و بہبود کا فقدان اور اخلاقی اقدار کی تباہی کا ذریعہ بنتی ہے۔
* تعلیمات انبیاء پر عمل نہ کرنے کے پیچھے معاشی محرکات کو حل کرنے کے لیے افراد، کاروباری اداروں، حکومتوں اور سول سوسائٹی کی جانب سے اخلاقی بیداری، جوابدہی، اور ذمہ دارانہ معاشی طریقوں کو فروغ دینے کے لیے مشترکہ کوشش کی ضرورت ہے۔

معاشی مفادات کو اخلاقی اقدار کے ساتھ متصف کرنے کے بعد تعلیمات انبیاء پر عمل کرکے آزاد، منصفانہ طرز عمل ، خیر خواہی، دوسروں کے تعاون کے جذبات، سود خوری، جھوٹ، بے ایمانی، بدعنوانی وغیرہ جیسی بری صفات و عوامل سے پاک معاشرہ کی تشکیل ممکن ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1]۔ Jaffar, Saad. "Da'wah in the early era of Islam: A review of the Prophet's Da'wah Strategies." *Iḥyāʾ alʿ ulūm-Journal of Department of Quran o Sunnah* 21, no. 2 (2021).

[2]۔ شاہین، بخش رحیم، اقبال کے معاشی نظریات ص104

[3]۔ سورہ القصص 79

[4]۔ سورہ القصص 79

[5]۔ ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، ج ۲، ص ۷۲۹

[6] Adil, Muhammad, and Dr Sardar Muhammad Saad Jaffar. "Role Of Religious Parties In Legislation In Parliament Of Pakistan (2013-18): A Critical Analysis." *Webology* 18, no. 5 (2021): 1890-1900.

[7] ۔ Jaffar, Saad. "Syeda Sadia Ghaznavi On The Holy Prophet As A Psychologist And Educationist." *Journal of Positive School Psychology* 6, no. 8 (2022): 7762-7773.

[8] الشعراء 111

[9] سورہ ھود

[10] خطیب، تبریزی، محمد بن عبداللہ، مشکوۃ شریف ج4ص979

[11] مودودی،ابوالاعلیٰ سید، معاشیات اسلام، ص395

[12] سورہ اسراء26،27

[13] سورہ ھود

[14] ۔القشیری، مسلم بن حجاج المسندالصحیح، ج۲، ص ۱۷۵

[15] سورہ بقرہ267

[16] الصنعانی،ابو بکر عبدالرزاق بن ھمام بن نافع (المتوفی 211ھ) المصنف ج8ص148 المجلس العلمی الھند۔

[17] سورہ بقرہ188

[18] Jaffar, Saad, and Nasir Ali Khan. "ENGLISH-THE RIGHTS AND DUTIES OF MINORITIES IN ISLAMIC WELFARE STATE AND ITS IMPLEMENTATION IN THE CONTEMPORARY WORLD." *The Scholar Islamic Academic Research Journal* 7, no. 2 (2021): 36-57.

[19] Ayub, Shahzada Imran, Saad Jaffar, and Asia Mukhtar. "ENGLISH-CHALLENGES CONFRONTED BY CONTEMPORARY MUSLIM WORLD AND THEIR SOLUTION IN THE LIGHT OF SEERAH." *The Scholar Islamic Academic Research Journal* 6, no. 1 (2020): 379-409.

[20] سورہ العمران

[21] سورہ البقرہ275

[22] البصری، معمر بن ابی عمرو راشدی الازہری(المتوفی153ھ) جامع مصر بن راشد ج10ص 460 المجلس العلمی پاکستان وتوزیع المکتب الاسلامی بیروت

[23] ajmal Khan, M. (2022). ENGLISH-IMPORTANCE OF DA'WAH IN ISLAM: A REVIEW OF THE PROPHET'S DA'WAH STRATEGIES IN STATE OF MADINA. *The Scholar Islamic Academic Research Journal*, *8*(1), 83-103.

[24] Fatima, Noor, Sajid Anwar, Saad Jaffar, Amara Hanif, H. Muhammad Hussain, M. Waseem Mukhtar, and D. Khan. "An Insight into Animal and Plant Halal Ingredients used in Cosmetics." *International Journal of Innovation, Creativity and Change. www. ijicc. net* 14, no. 8 (2020).

[25]۔ البقرۃ: ۱۹۵

[26]سورہ النجم

[27]سورہ بقرہ 219

[28]ندوی، عبد القیوم، التجارۃ فی الاسلام ص 440، کتاب خانہ پنجاب لاہور۔